تصوف ۔۔قرآن واحادیث کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ

سید رئیس احمد☆

اسلامی شرعی اصطلاحات میں تصوف ایک ایسی اصطلاح ہے جسکی تعریف لغوی اشتقاق، معانی اور آغاز کے بارے میں محققین کے درمیان اختلافات پائے جاتے رہے ہیں۔

تصوف کا مادہ صوف (بمعنی اون) سے باب تفعّل کا مصدر ہے اور اونی لباس عادۃ پہن لینے "لبس الصوف" کو ظاہر کرتا ہے امام ابوالقاسم قشیری کہتے ہیں۔

تصوف اذا لبس الصوف کمایقال تقمص اذا لبس القمیص(۱)

ترجمہ کسی نے صوف کا لباس پہنا ہو جیسے کسی کے قمیض پہنے پر تقمص بولا جاتا ہے۔ علامہ ابن خلدون اسی موقف کی تائید اسطرح کرتے ہیں۔

" تصوف (صوف) سے مشتق ہے کیونکہ اونی لباس اہل تصوف سے مختص تھا کہا گیا ہے کہ اون کی طرف نسبت اس اعتبار سے ہے کہ یہ لباس اسلاف متقدمین کو زیادہ مرغوب تھا(۲)

ابونصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی کہتے ہیں

" لفظ صوفی کی نسبت لباس صوف سے ہے کیونکہ انبیاء، اولیاء اور صدیقین کا شعار تھا"۔(۳)

حضرت داتا گنج بخش کشف المحجوب میں رقمطراز ہیں۔

" لوگوں نے اس کی تحقیق میں بہت سے اقوال بیان کئے ہیں اور کتابیں لکھیں ہیں۔ ایک گروہ تو صوفی کو صوفی اسلیے کہتا ہے کہ وہ لوگ صوف کے کپڑے پہنا کرتے تھے۔"(۴)

ڈاکٹر مصطفیٰ حلمی پاشا بھی اسی نظریے کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں

لہذا ماننا چاہیئے کہ صوفی کی نسبت صوف کی طرف ہے"(۵)

مشہور مستشرق سر تھامس ارنلڈ کی ایڈٹ شدہ کتاب میں صوفی ازم Mysticism کے عنوان پر اظہار خیال کرتے ہوئے اے۔ آر۔ نکلسن نے لکھا۔

Sufi :its derivation from suf the garments of coarse undyed wool worn by

---

☆ لیکچرار شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

christian ascetics is one of many signs pointing the same way Difficult question of origion can not be discovered here but I may state the postiton as it appears to some let us take first the view that the basis of sufism is esentially Islamic. The claim of the sufis to have inherited their doctrine from the prophet deserves respects (6)

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں Sufism کی تعریف میں یہی بات کہی گئی ہے

Sufism: The term derives most probably from the Arabic word for wool suf since the early asectics of Islam "sufis" are said to have worn coarse woolen garments fo symbolize their rejection of the world (7)

بعض علماء کے نزدیک تصوف کا مادہ اشتقاق الصفاء ہے جسکے معنی صفائی اور پاکیزگی کے ہیں اور اسطرح تصوف کے معنی" کسی شے کو ہر طرح کی ظاہری و باطنی آلودگی سے پاک صاف کر کے اجلا بنا دینا" ہوتے ہیں۔

حضرت ابوالحسن علی ہجویری لکھتے ہیں۔

لفظ صفاء (صفائی) سب معنوں میں محمود ہے اور اسکی ضد کدورت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذهب صفو الدنیا بقی کدرء ھا (دنیا کا صاف اور پاکیزہ عنصر تو جاتا رہا اور ناپاک وخبیث حصہ باقی رہ گیا)۔ پس جن لوگوں نے اپنے اخلاق و خیالات کو مہذب بنالیا اور اپنے باطن کو شرک و کفر کی آلودگیوں سے پاک کیا انکا نام صوفی رکھ دیا گیا (۸)۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی رائے میں تصوف لفظ صفاء سے مشتق ہے (۹)

شیخ ابوالفتح نسبتی کے بقول

ان التصوف کلمۃ اشتقت من الصفاء: تصوف وہ کلمہ ہے جو صفا سے مشتق ہے جسکے معنی صفائی کے ہیں حضرت داتا گنج بخش نے کشف المحجوب میں شیخ خضری کا یہ قول نقل کیا ہے التصوف صفاء السر من کدورۃ المخالفته باطن کو مخالفت حق کی کدورت اور سیاہی سے پاک وصاف کردینے کا نام تصوف ہے۔ حضرت ابوالحسن القناد کہتے ہیں کہ یہ صفا سے ماخوذ ہے۔ (۱۰)

بعض علماء نے تصوف کا اشتقاق صفہ سائبان بتلایا ہے (دراصل اس سے مراد وہ صفہ سائبان/ چبوترہ ہے جو مسجد نبوی کے ایک کنارے پر تھا اور جسکے نیچے اصحاب رسول میں سے وہ اصحاب بیٹھا کرتے تھے جنھوں نے خود کو احادیث سننے، عبادتیں کرنے اور نبی کریم کی تربیت پذیری کے لیے وقف کردیا تھا اور یہ تجردکی زندگی بسر کرتے

تھے ۔ انکی تعداد مختلف اوقات میں تیس سے ستر تک بیان کی گئی ہے یہ لوگ تنگی کی زندگی گذارتے تھے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ اس بات پر راضی تھے اور اللہ کی رضا انکی مقصود تھی قرآن کریم میں انہی کی بابت فرمایا گیا۔

ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغداوة والعشی يريدون وجهه (۱۱)

ترجمہ اوران لوگوں کو مت نکالو جو صبح وشام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اوراسکی خوشنودی چاہتے ہیں۔

شیخ ابوبکر بن اسحاق بخاری فرماتے ہیں۔

ایک گروہ کا کہنا ہے کہ صوفیہ کی وجہ تسمیہ ان کا باعتبار اوصاف اصحاب صفہ سے قریب تر ہونا ہے جو رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں موجود تھے (۱۲)

شیخ احمد الحسینی نے اسکی تائید شرح الحکم ج ا صفحہ نمبر ۲ پر اس طرح کی ہے۔

یہ صفہ سے ماخوذ ہے کیونکہ تصوف تمام تر خوبیوں سے متصف ہونے اور اوصاف مذمومہ کے ترک کردینے پر مبنی ہے۔

اسی طرح بعض علماء نے تصوف کو صف سے مشتق قرار دیا ہے۔

کلاباذی نے حضرت حارثہؓ کی کیفیت ایمان جسکا تذکرہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے دریافت کرنے پر کیا بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

جسکی یہ صفات ہوں کہ باطن پاک، دل ظاہر اور سینہ نورانی ہو وہ صف اول میں ہوگا کیونکہ سبقت لے جانے والوں کے یہی اوصاف ہیں (۱۳) اسی طرح ابوالقاسم قشیری کہتے ہیں۔

تصوف صف سے مشتق ہے گویا کہ صوفیہ کے قلوب باری تعالیٰ کی حضوری کے اعتبار سے صف اول میں ہوتے ہیں (۱۴)

اگرچہ تصوف کے ان اشتقاقات اوران کے علاوہ دیگر کو ادارہ المعارف نے رد کیا ہے لیکن ان تمام معانی و مطالب میں ایک بات مشترک نظر آتی ہے کہ تصوف اللہ تعالیٰ سے ایسی بے لوث، بے غرض دوستی اور محبت کا نام ہے جو کہ دنیاوی لالچ اور طمع سے پاک ھو اور اس کے قرب کا باعث ہو دنیا اور آخرت میں کوئی خوف اور غم نہ ہو۔

الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولاهم يحزنون (۱۵)

ترجمہ: اور بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ غم۔

تصوف عہد نبوی اور دور صحابہ میں تصوف کے نام سے نہیں پکارا جاتا تھا بلکہ بعد کے ادوار میں تصوف کی اصطلاح جن معنوں میں استعمال کی گئی ابتدائے اسلام میں اسکو احسان کہا جاتا تھا برصغیر کے ممتاز صوفی بزرگ حضرت شاہ ولی اللہ کے بقول "علوم احسان ویقین آجکل تصوف کے نام سے مشہور ہوگئے ہیں" (۱۶)

رسول اللہﷺ اور آپکے صحابہ کے زمانہ میں چند نسلوں تک اہل کمال کی بیشتر توجہ شریعت کے ظاہری اعمال کی طرف رہی۔ ان لوگوں کو باطنی زندگی کے جملہ مراتب شرعی احکام کی پابندی کے ذیل میں ہی حاصل ہو جاتے تھے۔ چنانچہ ان بزرگوں کا "احسان" (موجودہ دور کا تصوف یا حاصل تصوف) یہ تھا کہ وہ نمازیں پڑھتے تھے ذکر و تلاوت کرتے تھے روزہ رکھتے تھے صدقہ اور زکواۃ دیتے تھے اور جہاد کرتے تھے (۱۷)

کیونکہ ان نفوس قدسیہ یعنی صحابہ کرام کے نفوس کی اصلاح رسول اکرمﷺ **یتلوا علیھم آیاته و یز کیھم و یعلمھم الکتاب والحکمة** (۱۸) کے تحت کر چکے تھے اور انکے قلوب کو "**الا بذکر الله تطمئن القلوب**" (۱۹) کے مصداق ذکر الہی سے دلوں کا اطمینان حاصل ہوتا تھا۔

اہل علم سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہوسکتی کہ ذکر الہی تصوف کا بنیادی رکن ہے۔

مذکورہ بالا آیت قرآنی کی تفسیر و تشریح کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضور اکرمﷺ کو صحابہ کے قلوب کی صفائی (تزکیہ) کا منصب سونپا گیا تھا کیونکہ درج ذیل حدیث رسولﷺ کے مطابق اگر قلوب کی صفائی ہو جائے تو انسان کا دل خشیت الہی سے معمور ہو جاتا ہے اور وہ منکرات اور گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب (۲۰)

ترجمہ جان لو کہ تمہارے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ درست ہو تو پورا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا نظام بگڑ جاتا ہے سنو وہ دل ہے۔

قلب کی صفائی کے بعد انسان ہر لحہ ایک ایسے عالم کی طرف بڑھنے لگتا ہے جو تقویٰ، رضا، تسلیم، صبر و شکر سے عبارت ہوتا ہے اور یہی تصوف کا بنیادی مقصد ہے جسکی بابت قرآن کی بے شمار آیات میں اشارہ کیا گیا ہے۔

مثلا ان الله یحب المتقین (۲۱) ترجمہ بے شک اللہ متقین کو پسند کرتا ہے

ان متقیو اللہ سے ڈرنے والے نیکو کاروں "صوفیوں" کے لیے اللہ کی پسندیدگی کا اشارہ ہی نہیں کیا گیا بلکہ رب العزت نے انکے ساتھ ہونے کا ذکر کیا ہے۔

واعلموا ان الله مع المتقین (۲۲) ترجمہ: اور جان لو کہ اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے۔

قرآنی آیات کی طرح احادیث مبارکہ میں بھی تصوف / احسان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کچھ پہلے اسی مضمون میں شاہ ولی اللہ کی دو کتابوں کے اقتباسات کے حوالے سے احسان کا تذکرہ کیا جا چکا ہے جسکو شاہ صاحب نے دور نبوی کا تصوف قرار دیا ہے ان اقتباسات کی بنیاد "حدیث احسان" ہے جسمیں سرکار دو عالمﷺ نے صحابہ کو عبارت کے حوالے سے تلقین و ہدایت کرتے ہوئے فرمایا:

ان تعبداالله کانك **تراه فان لم تکن تراه فانه یراک** (۲۳)

ترجمہ: تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گو یا تم اسکو دیکھ رہے ہو اور اگر (تم) ایسا نہ کرسکو تو یقین کرلو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ کا دیدار اہل تصوف کی معراج ہے خود ختمی المرتبت ﷺ درج ذیل حدیث میں اللہ سے یہی سوال کرتے نظر آتے ہیں۔

الھم انی اسئلک النظر الیٰ وجھک والشوق الیٰ لقاء ک (۲۴)

ترجمہ "اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ دیکھوں آپکا چہرہ اور مشتاق ہوں دیدار کا" اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے مختلف اصطلاحات تصوف کا احادیث میں ذکر کیا ہے۔

۱) صورتوں اور جسموں سے بے نیاز ہو کر جزا اور سزا کے لیے اللہ کا دلوں اور اعمال پر نظر کرنا۔

ان الله لا ینظر الی صور کم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم (۲۵)

ترجمہ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

گویا صوفی کو اپنے قلب کی صفائی کی طرف توجہ کرنا چاہیئے کیونکہ اسی کے باعث نیک اعمال کی طرف قلب مائل ہوگا۔

۲) بندوں کا اللہ کے ذکر کی وجہ سے اللہ کا قرب حاصل کرنا۔

ان الله تعالیٰ یقول انا مع عبدی اذا ذکر نی و تحر ک بی شفتاه (۲۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور جب اس کے دونوں ہونٹ میرے ذکر کے لیے حرکت کرتے ہیں" گویا تصوف میں جو ذکر الٰہی کیا جاتا ہے اس حدیث کی رو سے اللہ اپنے ان بندوں کے ساتھ ہو جاتا ہے اور جب بندے کو اللہ کا ساتھ (قرب) نصیب ہو جائے تو اسکو کوئی ڈر و خوف نہیں ہوتا

۳) ذکر الٰہی کرنے کی وجہ سے مقرب بارگاہ لوگوں کے سامنے ذکر کیا جانا۔

حدیث رسول ﷺ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

انا عندظن عبدی لی وانا معه اذا ذکرنی فان ذکر نی فی نفسه ذکر ته فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منھم (۲۷)

ترجمہ: میں اپنے بندے کی سوچ اور ذکر کے وقت اسکے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ اپنے دل میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اسکو دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ لوگوں کے سامنے میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر لوگوں کے سامنے اسکا ذکر کرتا ہوں۔

دراصل اس حدیث میں قرآنی آیات **فاذکرونی اذکرکم**(۲۸) **تدعونه تضرعا و خیفة**(۲۹) کی وضاحت کی گئی ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والوں کا ذکر کرنا انکے عروج اور فضیلت کا باعث ہو جاتا ہے۔

درج بالا قرآنی آیات اور احادیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تصوف وہ علم/فن ہے جو اہل ایمان کو اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرنے اور اسکے عملی اظہار کے لیے اسلامی عبادات کو اسطرح ادا کرنے کی تربیت دیتا ہے جو ان کے ادا کرنے کا حق ہے اور یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط نہ ہوگا کہ جملہ سلاسل تصوف سے تعلق رکھنے والے صوفیاء کرام اس بات کے قائل ہیں کہ تصوف کی بنیاد کتاب وسنت پر قائم ہے اور یہ دونوں اسکے اصل ماخذ ہیں۔

بدقسمتی سے تصوف کے آغاز کے حوالے سے بھی غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ یہ دور صحابہ، تابعین وتبع تابعین میں نہیں پایا جاتا تھا بلکہ اس کا آغاز تیسری صدی ہجری کے دوران ہوا۔

پروفیسر ڈی اولیری نے اس بابت اپنے خیال بیان کرتے ہوئے کہا

"صوفیت یا اسلامی تصوف جو تیسری صدی ہجری کے درمیان نمایاں ہوتا ہے(۳۰)

دراصل عصر حاضر کے بعض علمی حلقوں میں تصوف کے بارے میں ایک عام مغالطہ پایا جاتا ہے کہ تصوف بنیادی طور پر عجم سے درآمد کردہ فلسفہ روحانیت ہے اور اسکا اسلامی الاصل ہونا ثابت نہیں مزید برآں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تصوف کی جملہ اصطلاحات غیر اسلامی اور عجمی فکر کی پیداوار ہیں اور بعض سطحی اور یکطرفہ مطالعہ کرنے والے اسکو بدعت اور اسلام میں نو وارد اجنبی فلسفہ خیال کرتے ہیں اولیری کے درج بالا بیان کے پیچھے مستشرقین کی یہ غلط فہمی کارفرما ہے کہ تصوف نوفلاطونیت سے ماخوذ ہے (دراصل تیسری صدی ہجری میں خلافت بنوعباس کے دور میں یونانی فلسفہ کو اسلامی مملکت میں فروغ حاصل ہوا اور مستشرقین نے اس سے غلط نتائج اخذ کر لیئے حالانکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ دور جدید میں تصوف کی اصطلاح کو جن معنوں میں استعمال کیا گیا ہے اسے دور نبوی میں "احسان کہا جاتا تھا۔

مصری مسلم محقق اور اسکالر ڈاکٹر محمد مصطفیٰ حلمی نے "اسلام میں روحانی زندگی/تصوف" کا آغاز کس طرح ہوا کے موضوع پر تحقیق کرنے کے بعد بتلایا "اسلام میں روحانی زندگی کا آغاز آں حضرت ﷺ اور صحابہ کرام کے ساتھ ہوا نبی کریم ﷺ اور آپکے اصحاب اظہار حب دنیا سے نفور، اور دنیا کی چمک دمک سے بے نیاز تھے۔ جاہ اور نمائش کا انکی زندگی میں ذرا بھی دخل نہ تھا وہ صرف خدا کی طرف متوجہ تھے اور زندگی کے ہر مرحلے پر اس سے لو لگاتے تھے وہ اللہ کے لیے زندہ رہتے تھے اللہ کے لیے جہاد کرتے تھے۔۔۔۔ان میں ایمان کی قوت اور یقین کی حرارت اسی جذبہ نے اور اسی زندگی نے پیدا کی تھی"۔اسی جانب دائرۃ المعارف میں اشارہ کرتے ہوئے واضح کیا گیا۔

"متصوفانہ زندگی بسر کرنے کے رجحانات جو سب ملکوں اور قوموں میں پائے جاتے ہیں عرب کے دور

اسلامی کی پہلی دو صدیوں میں بھی مفقود نہ تھے اور اگر بعد کی نا قابل اعتبار روایات کونظرانداز کر کے بھی دیکھا جائے تو جاحظ اور ابن الجوزی نے اس زمانے کے چالیس سے زائد زھاد کے نام محفوظ کر دیئے ہیں انہوں نے ظواہر عبادت کی روحانی معنویت (Interiorisation) کو جو اہمیت دی ہے اس سے صوفیانہ زندگی کی خصوصیات نمایاں ہوتی ہیں۔(۳۲)

ہم تصوف کے آغاز وارتقاء کے حوالے سے بحث کا اختتام پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری کی کتاب کے درج ذیل اقتباس پر کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ تصوف کی اصطلاح جو بہت بعد میں مستعمل ہوئی لیکن دور صحابہ میں یہ کسی اور نام سے موجود تھا۔

"تصوف تزکیہ نفس اور قلب و باطن کی صفائی وجلا کا نام ہے جسکا خمیر علوم قرآن اور سنت نبوی سے اٹھا ہے۔ ایک تصور فلسفہ روحانیت اور ضابطہ زندگی کی حیثیت سے تصوف کا رشتہ عہد رسالت ﷺ اور عہد صحابہ سے استوار ہے۔ بالفاظ دیگر روح تصوراور اسکی عملی کیفیات قلوب واذہان میں اس دور باسعادت میں بمتوج تھیں اگر چہ تصوف، صوفی اور اس نظام روحانیت سے متعلقہ اصطلاحات دیگر علوم اسلامی کی طرح وقت کے ساتھ ساتھ حسب ضرورت وضع ہوتی چلی گئیں۔ اصطلاحات کے حوالے سے تصوف کو ایک متوازی ذہن کا بدعت وضلالت یا عجمی تصور وفلسفہ قرار دینا یا تو سطح بینی کا کرشمہ ہوسکتا ہے بالقول متنبی عربی شاعر

و کم من غائب قولا صحیحاً

وآفته من الفهم السقيم

اور کتنے ہی ایک صحیح بات سے عیب نکالنے والے ہوتے ہیں حالانکہ ساری آفت سقم زدہ فہم کی ہوتی ہے(۳۳)

مصادر وحواشی

۱) قشیری، ابن القاسم عبدالکریم، الرسالہ القشیر یہ مصر دار التالیف ۱۳۸۵ھ ص ۱۲۶۔

۲) عبدالصمد صارم الازہری تاریخ تصوف لاہور ادارہ علمیہ ص ۷۔

۳) ابی نصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی کتاب اللمع فی التصوف لندن مطبع بریل: ۱۹۱۴ء ص ۲۱۔

۴) **ژوکوفسکی والنتین** (مرتب) کشف المحجوب از ہجویری ابوالحسن علی بن عثمان لینن گراڈ مطبوعہ دار العلوم اتحاد جماہیر شوروی سوسیالستی ۱۳۴۴ ص ۳۴۔

۵) رئیس احمد جعفری (مترجم) تاریخ تصوف اسلام از ڈاکٹر مصطفی حلمی پاشا لاہور کتاب منزل ۱۹۵۰ء ص ۱۶۸

6Thomas Arnold The legacy of Islam page 211

۸) کشف المحجوب محولہ بالا ص ۳۴

۹) ثناءاللہ ندوی مترجم الفتح الربانی مع متن از جیلانی شیخ عبدالقادر لاہور شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۶۲ء۔

۱۰) کتاب اللمع فی التصوف محولہ بالا ص ۲۶۔
۱۱) قرآن آیۃ ۵۲/۶۔
۱۲) ڈاکٹر پیر محمد حسن (مترجم "التعرف المذہب اہل التصوف" از الکلاباذی ابوبکر بن ابواسحاق لاہور المعارف گنج بخش روڈ ۱۳۹۱ھ ص ۵۱۔
۱۳) محولہ بالا ص نمبر ۴۲۔
۱۴) الرسالہ القشیریہ محولہ بالا ص ۵۵۔
۱۵) **القرآن آیۃ ۶۲/۱۰۔**
۱۶) شاہ ولی اللہ ازلۃ الخفاء نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۷۰ء ج دوئم صفحہ ۱۴۳۔
۱۷) ایضاً ھمعات نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۷۲ء صفحہ ۵۱۔
۱۸) القرآن آیت نمبر ۶۴/۱۳ اور آیت ۶۲/۲
۱۹) القرآن آیت ۲۸/۱۳۔
۲۰) **مسلم بن الحجاج القشیری صحیح مسلم مصر المطبعۃ المصریہ ۱۳۰۸ھ باب اخذ الحلال و ترک الشبہات فی الکتاب المساقات والنمزارعت۔**
۲۱) القرآن ایت ۶/۷/۳۔
۲۲) القرآن آیت نمبر ۱۹۲/۲۔
۲۳) صحیح مسلم محولہ بالا باب کتاب الایمان
۲۴) نسائی احمد ابوعبدالرحمٰن سنن نسائی مصر مکتبہ التجاریہ ۱۲۷۹ھ کتاب السہو۔
۲۵) صحیح مسلم محولہ بالا باب البر و والصلۃ
۲۶) بخاری ابی عبداللہ محمد بن اسمٰعیل "الصحیح البخاری" مصر مطبع و مصطفٰی البابی الحلبی ۱۳۵۵ھ وکتاب الایمان
۲۷) ترمذی ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ جامع ترمذی دہلی فخر المطابع ۱۲۷۰ھ کتاب الزہد
۲۸) القرآن آیت نمبر ۱۲۵/۲۔
۲۹) القرآن آیت ۱۳۲/۶۔
۳۰) Prof D Oleri "Philosophy of Islam" p152-
۳۱) رئیس احمد جعفری (مترجم) ڈاکٹر مصطفٰی حلمی الحیات الروحیہ فی الاسلام لاہور ۱۹۶۴ء ص نمبر ۲۱۔
۳۲) اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۹۶۲ء ج ۶ ص ۴۱۹۔
۳۳) ڈاکٹر طاہر القادری حقیقت تصوف ادارہ منہاج القرآن لاہور ۱۹۹۰ء ص ۱۷۰ تا ۱۷۱۔